ٹرانسپورٹ سے متعلق بعض معاملات ومسائل کی شرعی حیثیت

مفتی وزیر احمد، جامعہ ضیائے مدینہ، لیہ

آئے روز ایسے ادارے قائم کئے جارہے ہیں جن کے بانیان ,,خدمتِ خلق،، کا دم بھرتے ہیں۔ مگران میں کچھ ایسے ادارے بھی ہیں جن میں ,,خیر الناس من ینفع الناس،، کی روح نہیں۔ بلکہ ان کے مالک مال وزر جمع کرنے کی فکر میں ,,الخدمت،، کے نعرہ زن ہیں۔ دیکھیں گزشتہ تین دھائی سے مالِ زکوۃ، صدقات اور چرمہائے قربانی سے ایسی عالیشان ہسپتالیں تعمیر کی جارہی ہیں جن کا یوم تاسیس بھی زکوۃ اور چرمہائے قربانی کے ایام سے جڑواں ہے۔ اورایسی ہسپتالوں کے اراکین تشہیر کے تمام تر وسائل اور ذرائع اختیار کرتے ہوئے مخیر حضرات تک یہی پیغام ارسال کرتے ہیں۔ ’’اِس تعمیر ہونے والی ہسپتال میں فقط یتیم بچوں، بیوہ خواتین اور نادار لوگوں کی ایسی بیماریوں کا علاج کیا جائے گا جن کا ارض پاک میں قبلِ ازیں کوئی ’’دوا، دارو‘‘ نہیں ہے‘‘۔ مگر ہسپتال کی تعمیر کے بعد اسکی سہولیات سوءِ خاتمہ کی طرف بتدریج رواں دواں نظر آتی ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ فطرانہ اورقربانی کے اصل مصارف لوگ (یتیم بچے، بیوہ خواتین اور حادثات کے شکار مسافر لوگ) ان میں مفت چیک اپ بھی نہیں کرواسکتے، علاج تو دور کی بات ہے یہ سچ بھی ہے کہ ’’مستحقین کے لیے ان فلک بوس شفاخانوں

رفیق المناسک مع الفضائل والرقائق

حج وعمرہ کے قدیم وجدید مسائل کا احاطہ کرنے والی، نئے انداز کی کتاب

حج وعمرہ کے مسائل و فضائل ....تالیف مفتی محمد رفیق الحسنی

ناشر: جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر بلاک ۱۵ کراچی

☆الا تعلم ان فی الناس من فقد عقلہ او صحتہ او ھو محبوس او مشلول او مبتلی. ☆

کو باہر سے فری دیکھنا تو روا مگر داخلہ بغیر پیسوں کے ممنوع"۔

علی ہذاالقیاس !مذہب وملت کے نام پر ایسے تعلیمی ادارے بھی قائم کیے گئے ہیں جن کی" خشتِ اول اور خشتِ آخر" مالِ زکوۃ سے خرید کرلائی گئی تا کہ مستحقین کو ہر قسم کی تعلیمی سہولیات فری میسر کی جائیں ۔مگرادارہ کی تعمیر کے بعداس میں ایسے لوگوں کا داخلہ لایعنی شرائط کے تحت ممنوع قرار دیا جاتا ہے ۔ بانی ادارہ کی نظر میں ایسے بچوں کا داخلہ ادارہ کے معیار اورترقی کے لیے رکاوٹ اور بدنما داغ نظر آتا ہے۔حالانکہ جن بچوں کونانِ شبینہ اورلباسِ ساتر بھی میسر نہیں وہ بے چارے مہنگی ترین یونیفارم،ہاسٹل کا بل اور کئی انواع پر مشتمل بھاری فیسیں کہاں سے لائیں؟۔

ایسے ہی ایک اورادارہ جو کہ پوری دنیا میں ہے ,,ٹرانس پورٹ،،کا اس ادارہ کا قیام وو جود مالِ زکوۃ سے تو نہیں ،مگر بعض ٹرانسپورٹر ,,خدمتِ خلق ،،کا دم بھرتے ہیں ۔کہ ہماری سروس ہروقت عامۃ الناس کو منزلِ مقصود تک پہنچانے میں مصروف رہتی ہے۔ اگر چہ اس ادارہ کے مالک استحقاق اجارہ سے قبل خدمت کا معاوضہ مسافروں سے وصول کرلیتے ہیں،مگرخالی جیب مسافروں سے کرایہ نہ لینا،کمزورافراد کوسوار کرتے اوراتارتے وقت سہارادینا بھی خدمتِ خلق ہے۔ بہرحال کرایہ وصول کرنے کے باوجود مسافروں سے ہمہ قسمی ہمدردی اورخیر خواہی اگر مطلوب ہوتو بہت بڑی نیکی ہے۔لیکن اس ادارہ میں جتنے مفاسد درآئے ہیں اور مال وزر سمیٹنے کی فکر میں غیر شرعی اصول وضع کیئے گئے ہیں ان سے اسے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔مثلاً۔

۱۔ عذر کی بنا پر مسافروں سے خریدا ہوا ٹکٹ واپس نہ لینا۔

۲۔ مین چوک میں راستہ بند کرکے سواریوں کی انتظار میں بسوں کار کے رہنا۔

۳۔ نماز کے لئے بس نہ روکنا۔

۴۔ سحر وافطار کے وقت بس نہ روکنا۔

۵۔ بھوکے مسافروں سے بھری بس ایسے "ریسٹورنٹ" پر روکنا جہاں "عملہ" کو پر تکلف کھانا مفت (بطور رشوۃ) پیش کیا جائے۔

۶۔ بتدریج ایئر ہوسٹس طرز پر نو جوان لڑکیوں کا مسافروں کے لئے بسوں میں بطور ملازمہ ہونے کا رجحان اور سروس مالکان کا اپنے تیئں اس کی کو پورا کرنے کی فکر میں مگن رہنا۔

۷۔ بسوں اور ویگنوں میں بے ہودہ اور لچر گانوں اور فلموں کا سنایا اور دکھایا جانا

خریدا ہوا ٹکٹ واپس نہ ہوگا:

نظام کی بہتری کے لیے،ٹرانسپوٹروں نے بسوں کے''عملہ'' کو یہ آرڈر دیا ہوا ہوتا ہے کہ گاڑی روانہ ہونے سے قبل کلیئر ہونی چاہیے ،کوئی مسافر ٹکٹ کے بغیر گاڑی میں سفر شروع نہ کرے،جن ایام میں مسافروں کی آمدورفت کے سلسلہ کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو مسافروں کو ایک ہفتہ یا کچھ عرصہ قبل بکنگ کروانا ہوتی ہے۔

گاڑی والوں کا پیشگی کرایہ لینا اگرچہ جائز ہے۔مگر ناگریز حالات کے پیش نظر کوئی مسافر اگر سفر نہیں کرسکتا،مثلاً اسے کوئی ایسی بیماری لاحق ہوگئی ہے جو سفر کے لیے مانع ہے یا ایڈوانس ٹکٹ خریدنے والے کا کوئی عزیز فوت ہوگیا ہے،یا جس مقصد کے لیے اس نے ٹکٹ خریدا تھا وہ غرض ختم ہوگئی ہے۔تو ایسے مسافر سے لی ہوئی رقم واپس کرنا لازم وضروری ہے،مکمل ٹکٹ کی رقم واپس نہ کرنا یا اس سے کچھ رکھ لینا حرام ہے۔

ٹکٹ''پر اس معاہدہ کا نوشتہ ہونا اور اس پر ٹکٹ خریدنے والے کی رضا کوئی معنی نہیں رکھتی۔

چونکہ مسافر بس پر جب سوار ہی نہیں ہوا اور نہ ہی اس نے کچھ سفر کیا ہے تو پھر ,,عملہ،، ہزاروں روپئے کس مد میں اپنے پاس رکھ رہا ہے۔کرایہ واپس کرنے کا حکم فقط ,,بسوں،، کے مالکان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ مسافر بردار اور مال بردار سب گاڑیوں کے مالکان کے لیے ہے چاہے وہ کسی طیارہ کا مالک ہو یا محکمہ ریلویز ہو،سمندر اور دریاؤں میں مسافروں اور سامان لے کر جانے والی کشتیاں یا بحری جہاز ہوں۔

مروجہ انشورنس کا جائز متبادل

تکافل کی شرعی حیثیت

نئی کتاب :تصنیف ڈاکٹر مولانا عصمت اللہ......ناشر ادارۃ المعارف دارالعلوم کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

☆توکل علی اللہ وفوض الامر الیہ وارض بحکمہ والجاالیہ واعتمد علیہ فھو حسبک وکافیک.☆

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوٰلَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴿النساء:۲۹﴾

”اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ“۔

اجرت محض عقد سے واجب نہیں ہوتی:

محض ”عقدِ اجارہ“ اور معاہدہ ہونے پر اجرت واجب نہیں ہوتی مگر استیفاءِ منفعت کے بعد۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ﴿الطلاق:۶﴾

”اگر وہ تمھارے لئے (بچے) کو دودھ پلائیں تو ان کی اجرت انہیں دو“۔

اس آیۃ کریمہ میں رضاعت سے فارغ ہونے کے بعد اجرت دینے حکم دیا گیا ہے۔تو گویا کہ اشارۃ النص سے یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ ”استیفاءِ منفعت“ کے بعد اجرت دینی واجب ہے نہ کہ مقدماً۔

علامہ شیخ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”يَجِبُ اَنْ يَعْلَمَ اَنَّ الْاُجْرَةَ لَاتُمْلَكُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ وَلَايَجِبُ اِيْفَاءُ هَا اِلَّا بَعْدَ اِسْتِيْفَاءِ الْمَنْفَعَةِ اِذَا لَمْ يُشْتَرَطِ التَّعْجِيْلُ فِيْ الْاُجْرَةِ سَوَاءٌ كَانَتِ الْاُجْرَةُ عَيْنًا اَوْ دَيْنًا هٰكَذَا ذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِيْ الْجَامِعِ وَفِيْ كِتَابِ التَّحَرِّيْ وَذَكَرَ فِيْ الْاِجَارَاتِ اَنَّ الْاُجْرَةَ اِذَا كَانَتْ عَيْنًا لَاتُمْلَكُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ وَاِنْ كَانَتْ دَيْنًا تُمْلَكُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ وَتَكُوْنُ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ الْمُعَجَّلِ، فَعَامَّةُ الْمَشَائِخِ عَلٰى اَنَّ الصَّحِيْحَ مَاذَكَرَهُ فِيْ الْجَامِعِ وَكِتَابِ التَّحَرِّيْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَاذَكَرَهُ فِيْ الْجَامِعِ قَوْلُهُ اٰخِرًا..

”یہ جاننالازم ہے ”نفسِ عقد سے اجرت مملوک نہیں ہوتی ،منفعت حاصل کرنے کے بعد اس کی ادائیگی ضروری ہوجاتی ہے جبکہ تعجیلِ اجرت غیر مشروط ہو، نیز اس میں تعمیم ہے کہ اجرت عین ہو یا دَین امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع صغیر،کتاب التحری“ میں ایسا ذکر کیا ہے۔اور ”اجارات“ میں ذکر کیا ہے کہ مزدوری (اجرت) جب عین ہو تو محض عقد سے مملوک نہیں

ہوتی، اگر دین ہوتو پھر ہو جاتی ہے بلکہ بمنزل دین مؤجل کے ہوتی ہے۔اور جو قول ''جامع صغیر، کتاب التحری'' میں ہے عامۃ المشائخ بھی اسی پر ہیں، بعض مشائخ نے یہ کہا ''جو اجارات میں مذکور ہے وہ امام محمد کا پہلا قول ہے اور جو قول ''جامع صغیر، کتاب التحری'' میں ہے وہ آپ کا آخری قول ہے''۔

(فتح القدیر، ۹/۶۶؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اَلْاُجْرَۃُ لَاتَجِبُ بِالْعَقْدِ''مَعْنَاہُ لَایَجِبُ تَسْلِیْمُھَاوَاَدَاؤُھَابِمُجَرَّدِالْعَقْدِوَلَیْسَ بِوَاضِحٍ لِاَنَّ نَفْیَ وَجُوْبِ التَّسْلِیْمِ لَایَسْتَلْزِمُ نَفْیَ الْمِلْکِ کَالْمَبِیْعِ فَاِنَّہُ یَمْلِکُہُ الْمُشْتَرِیْ بِمُجَرَّدِ الْعَقْدِ وَلَاتَسْلِیْمُہُ مَالَمْ یَقْبِضِ الثَّمَنَ وَالصَّوَابُ اَنْ یُقَالَ مَعْنَاہُ لَاتُمْلَکُ لِاَنَّ مُحَمَّدًاذَکَرَفِیْ الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ اَنَّ الْاُجْرَۃَ لَاتُمْلَکُ وَمَالَایُمْلَکُ لَایَجِبُ اِیْفَاؤُہُ''

یہ قول ''اَلْاُجْرَۃُ لَاتَجِبُ بِالْعَقْدِ''مَعْنَاہُ لَایَجِبُ تَسْلِیْمُھَاوَاَدَاؤُھَابِمُجَرَّدِالْعَقْدِ'' غیر واضح ہے کیونکہ وجوب تسلیم کی نفی ملک کی نفی کو مستلزم نہیں ہے اس کی تمثیل یہ ہے ''خریدار مبیع کا نفسِ عقد سے مالک ہو جاتا ہے لیکن ثمن پر قبضہ سے قبل اس کا سپرد کرنا لازم نہیں ہوتا، لہٰذا صحیح یہ ہے ''لاتجب'' کا معنی ''لاتملک'' ہے۔اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''جامع الصغیر'' میں ذکر کیا ہے اجرت مملوک نہیں ہوتی اور جو چیز غیر مملوک ہو اس کا ایفاء بھی ضروری نہیں ہوتا''۔

(بحر الرائق: ۸/۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''وَتُسْتَحَقُّ بِاَحَدِمَعَانٍ ثَلَاثَۃٍاِمَّابِشَرْطِ التَّعْجِیْلِ اَوْبِالتَّعْجِیْلِ مِنْ غَیْرِشَرْطٍ اَوْبِاسْتِیْفَاءِ الْمَعْقُوْدِعَلَیْہِ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ تُمْلَکُ بِنَفْسِ الْعَقْدِلِاَنَّ الْمَنَافِعَ الْمَعْدُوْمَۃَ صَارَتْ مَوْجُوْدَۃً حُکْمًاضَرُوْرَۃَتَصْحِیْحِ الْعَقْدِفَیَثْبُتُ الْحُکْمُ فِیْمَایُقَابِلُہُ مِنَ الْبَدَلِ وَلَنَااَنَّ الْعَقْدَیَنْعَقِدُشَیْئاًفَشَیْئاًعَلٰی حَسَبِ حُدُوْثِ الْمَنَافِعِ عَلٰی مَابَیَّنَّاوَالْعَقْدُمُعَاوَضَۃٌوَمِنْ قَضِیَّتِھَاالْمُسَاوَاۃُ فَمِنْ ضَرُوْرَۃِالتَّرَاخِیْ فِیْ جَانِبِ الْمَنْفَعَۃِ التَّرَاخِیْ فِیْ الْبَدَلِ اَلَا

خَرِ وَاِذَا اِسْتَوفَی الْمَنْفَعَةَ یَثْبُتُ الْمِلْکُ فِی الْاَجْرِ لِتَحَقُّقِ التَّسْوِیَةِ وَکَذَا اِذَا شَرَطَ التَّعْجِیْلَ اَوْعَجَّلَ مِنْ غَیْرِ شَرْطٍ لِاَنَّ الْمُسَاوَاۃَ تَثْبُتُ حَقّاً لَّهٗ وَقَدْ اَبْطَلَهٗ........

''استحقاق اجرت تین امور میں سے کسی ایک کے وجود سے ہوتا ہے۔

۱۔ پیشگی کی شرط سے۔

۲۔ بلا شرط پیشگی دینے سے۔

۳۔ معقود علیہ حاصل کر لینے سے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''فقط عقد سے اجرت ملکیت ہوجاتی ہے''۔(اس پر دلیل یہ دیتے ہیں)''معدوم منافع حکما موجود ہوگئے ہیں تصحیح عقد کی ضرورت سے''۔لہذا اس کے مقابل میں بھی حکم ثابت ہوگیا۔(احناف فرماتے ہیں)ہماری دلیل یہ ہے''عقدِ اجارہ کا انعقاد منافع کی مقدار پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے جس طرح کہ ہم نے بیان کیا۔اجارہ ایک عقد معاوضہ ہے اور اسکا ایک حکم مساوات بھی ہے(اور مساوات کی تفصیل یہ ہے استیفاءِ)منفعت کی جانب میں تاخیر ضروری ہونے سے دوسرے عوض (کرایہ) میں تاخیر کا ہونا اور منفعت جب حاصل کر لی تو مساوات کے تحقق کے باعث اجرت میں بھی ملک ثابت ہوجائے گی۔اور اسی طرح ایڈوانس لینا جب شرط ہو یا بلا شرط ہو(تو پھر استیفاء منفعت سے قبل اجرت کی ادائیگی ضروری ہوجاتی ہے کیونکہ یہ)اس کا حق ہے اور اس نے خود اسے باطل کردیا ہے۔

کسی نے اونٹ کرایہ پر اگر لیا تو اونٹ والا ہر''مرحلہ'' کا کرایہ طلب کرنے کا حق رکھتا ہے کیونکہ ہر''مرحلہ'' کی سیر مقصود ہے اور امام ابوحنیفہ اوّلاً یہی فرماتے تھے کہ اجرت انقضاء مدت اور سفر کے ختم ہونے پر واجب ہوگی اور امام زفر کا قول بھی یہی ہے(انکی دلیل یہ ہے) کہ معقود علیہ مدت میں جملہ منافع (کا حاصل کرنا) ہے لہذا اجرت معقود علیہ کے اجزا پر تقسیم نہیں کی جائیگی جیسا کہ معقود علیہ جب عمل ہو اور مرجوع قول کی وجہ یہ ہے''قیاس!لحہ بالحہ مساوات کے تحقق پر استحقاق اجرت ہے۔مگر ساعت بساعت اجرت کا مستاجر سے مطالبہ کرنے میں حرج ہے(کہ وہ اس ادائیگی سے فارغ ہی نہ ہو اسی لئے ہم نے)مذکورہ اندازہ سے(ہر منزل پر سواری کا مالک مستاجر سے کرایہ طلب کرسکتا ہے)کا حکم لگایا۔(ہدایہ،۳/۲۹۷؛مکتبہ رحمانیہ لاہور)

خریدا ہوا ٹکٹ بلاعذر واپس کرنا؟۔

ایڈوانس بکنگ کرانے کے بعد ٹکٹ بلاعذر واپس کرنے کے کئی مفاسد ہیں۔

ا۔عہد شکنی۔۲۔کمپنی کو خسارے اور گھاٹے میں ڈالنے کے فعل کا ارتکاب۔۳۔نظام درہم برہم کرنے کی حرکت۔۔دس، پندرہ آدمی گاڑی روانہ ہونے سے تھوڑا قبل خریدا ہوا ٹکٹ اگر واپس کردیں تو بس کا عملہ فوری طور خالی سیٹیں پر نہیں کرسکے گا،اپنے ٹائم پر گاڑی روانہ کریں گے تو نقصان اٹھانا پڑے گا،مزید لیٹ کریں گے تو بس میں سوار مسافر احتجاج کریں گے اور اس کے بعد اڈہ سے روانہ ہونے والی دوسری گاڑی کا ٹائم قریب ہونے کی وجہ سے مزید فساد برپا ہونے کا اندیشہ بھی ہوگا۔

اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ''عہد و پیان'' پورا کرنے والے مسلمانوں کی صفات بیان کی ہیں،عہد و پیان پورا کرنے کی سخت تاکید بھی فرمائی ہے۔

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ : ﴿سورۃ المومنون:۸﴾

یعنی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَاعَاهَدُوْا: ﴿سورۃ بقرۃ:۱۷۷﴾

یعنی اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں۔

وَاَوْفُوْابِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً: ﴿سورۃ بنی اسرائیل:۳۴﴾

اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے سوال ہونا ہے۔

يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ: ﴿سورۃ المائدہ:۱﴾

اے ایمان والو!اپنے قول پورے کرو۔

نیز عہد و پیان پورا نہ کرنا حدیث میں منافقین کی علامت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

''اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَاَخْلَفَ وَاِذَااؤْتُمِنَ خَانَ'

''منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے،جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے''۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ".

جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہوتو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔جب امانت اس کے پا س رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو خلاف کرے اور جھگڑے میں گالی گلوچ کرے۔

(صحیح بخاری؛رقم الحدیث ۳۴؛دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ،

(مشکوٰۃ المصابیح :۱۵،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

یعنی جس میں امانت داری نہیں اس کا ایمان نہیں اور عھد شکنی والے کا ایمان نہیں ہے۔

عذر کی بنا پر خریدا ہوا ٹکٹ واپس کرنا:

کوئی مسافر عذر کی بنا پر خریدا ہوا ٹکٹ اگر واپس کرنا چاہے تو اس میں جواز ہے۔ اور بسوں وغیرہ کے مالکان کو چاہیئے کہ انسانی ہمدردی اسی میں ہے کہ ایمرجنسی میں مبتلا انسانوں کی اور مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کا حق انہیں واپس کر دیں۔اور" بس" کے" عملہ" کا یہ کہنا" ہمیں ٹکٹ واپس لینے کی صورت میں خسارہ ہے،گاڑی کی اتنی نشستیں خالی لے جانے کا نقصان ہم برداشت نہیں کر سکتے۔تو اس کا جواب یہ ہے" بس ،فلائٹ اور ریل گاڑی" روانہ ہونے کا وقت اگر ہو جائے اور ابھی بہت ساری سیٹیں خالی پڑی ہوں، تو کمپنی اپنا معیار برقرار رکھتے ہوئے گاڑی وقت پر روانہ کر دیتی ہے،خسارہ اور نقصان برداشت کر لیتی ہے۔ تو کیا کسی مسافر کا باپ اگر فوت ہو جائے اور وہ خریدا ہوا ٹکٹ واپس کرنا چاہے تو پھر کمپنی کو خسارہ میں ڈوبنے کی فکر لاحق ہو جاتی ہے؟۔پچھلی گاڑی سے سواریاں لے کر بھی اس نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔ایک مسافر اپنی نشست کسی مجبوری کے تحت

چھوڑ کر اگر چلا جائے تو اسی نشست کا دوسری مرتبہ ٹکٹ فروخت ہوتے بھی دیکھا ہے، کیا یہ صریح ظلم نہیں ہے۔

گاڑی روانہ ہونے سے قبل اس کا انجن اگر فیل ہو جائے، موسمی خرابی کے تحت گاڑی روانہ نہ ہوسکے، پُل ٹوٹنے کے باعث گاڑی راستہ میں رک جائے، توان حالات میں سب مسافران کا عذر قبول کر لیتے ہیں، اور گاڑی پر سفر کرنے کا عقد فسخ کر دیتے ہیں۔

اسی طرح مسافر کسی مجبوری کے تحت اگر سفر نہیں کر سکتا اور دیا ہوا کرایہ واپس لینا چاہتا ہے تو اسکا عذر بھی قبول کرتے ہوئے اسے پیسے واپس کر دینے چاہییں۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

" وَتُفسَخُ الْإِجَارَةُ بِالْاَعْذَارِ عِنْدَنَاوَقَالَ الشَافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَاتُفسَخُ اِلَّابِالْعَيْبِ لِاَنَّ الْمَنَافِعَ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ الْاَعْيَانِ حَتّٰى يَجُوزَالْعَقْدُ عَلَيْهَافَاَشْبَهَ الْبَيْعَ وَلَنَااَنَّ الْمَنَافِعَ غَيْرُمَقْبُوضَةٍ وَهِيَ الْمَعْقُوْدُ عَلَيْهَافَصَارَالْعُذْرُفِي الْإِجَارَةِ كَالْعَيْبِ قَبْلَ الْقَبْضِ فِي الْبَيْعِ فَتَنْفَسِخُ بِهِ اِذِالْمَعْنٰى يَجْمَعُهُمَاوَهُوَعَجزُالْعَاقِدِ عَنِ الْمُضِيِّ فِي مُوجِبِهِ اِلَّابِتَحَمُّلِ ضَرَرٍزَائِدٍلَمْ يَسْتَحِقَّ بِهِ وَهَذَاهُوَمَعْنَى الْعُذْرِعِنْدَنَا"

''ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک عذروں (مجبوریوں) کی بنا پر اجارہ فسخ کیا جائے گا۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,,اجارہ فسخ نہیں کیا جائے گا۔بجز اس کے کہ عیب پیدا ہو جائے۔اوران کی دلیل یہ ہے کہ ,,منافع بمنزلہ اعیان کے ہیں یہاں تک کہ ان پر عقد جائز ہے۔تو منافع بیع کے مشابہ ہو گئے،،اور ائمہ احناف کی دلیل یہ ہے۔,,منافع غیر مقبوض ہیں اور معقود علیہ بھی وہی ہیں تو اجارہ میں عذر ہو گیا جیسا کہ بیع میں قبضہ سے قبل عیب پیدا ہو جائے تو بوجہ عذر اجارہ فسخ کیا جا سکتا ہے۔کیونکہ سبب دونوں کو جامع ہے اور وہ سبب یہ ہے کہ ,,عاقد کا موجب عقد میں عمل سے گزرنا ہے مگر ضرر زائد اور مزید نقصان اٹھانے کی صورت میں جس کا استحقاق اس سے نہیں ہوا۔اور ہمارے ائمہ احناف کے نزدیک عذر کا معنیٰ یہی ہے''۔

(ہدایہ ۳/۳۱۷، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

☆تفاءل ولا تقنط ولا تیاس واحسن الظن بربك وانتظر منه كل خير وجميل.☆

علامہ برہان الدین اس کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وَهُوَ كَمَنْ ... اِسْتَاجَرَ دَابَّةً لِيُسَافِرَ عَلَيْهَا ثُمَّ بَدَالَهُ مِنَ السَّفَرِ فَهُوَ عُذْرٌ لِاَنَّهُ لَوْمَضَى عَلَى مُوْجِبِ الْعَقْدِ يَلْزَمُهُ ضَرَرٌ زَائِدٌ لِاَنَّهُ رُبَّمَا يَذْهَبُ لِلْحَجِّ فَذَهَبَ وَقْتُهُ اَوْلِطَلَبِ غَرِيْمِهِ فَحَضَرَ اَوْلِلتِّجَارَةِ فَافْتَقَرَ وَاِنْ بَدَالِلْمُكَارِيْ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِعُذْرٍ"

"کسی آدمی نے سفر کرنے کے لیے جانور کرایہ پر لیا پھر (معقول عذر کی بنا پر) اس کی رائے بدل گئی تو یہ عذر ہے ۔کیونکہ اگر وہ موجب عقد پر گذرتا ہے تو اسے ضرر زائد اور اضافی نقصان لازم ہوگا۔کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے (ادائیگی) کے لیے سواری منگوائی ہو اور حج کا وقت چلا گیا ہو یا قرض دار کی طلب کے لیے سواری منگوائی تھی اور وہ (اس کے پاس) موجود ہوگیا، یا تجارت کی غرض کے لیے سواری منگوائی اور خود نادار ہوگیا۔ یہ سب ایسے عذر ہیں جنکی بنا پر اجارہ فسخ کیا جائیگا۔البتہ موجر کی رائے بدلنا فسخ اجارہ کے لیے عذر نہیں ۔(ایضاً)

راستہ میں گاڑی اگر خراب ہوجائے یا فلائٹ کسی دوسرے شہر کے ائیر پورٹ پر مسافروں کو اتار دے، کسی رکاوٹ کی وجہ سے دوران سفر گاڑی اگر چلنے سے رک جائے اور مسافروں کو منزل مقصود تک نہ پہنچائے ،ٹرین اصل اسٹیشن آنے سے قبل کسی اور اسٹیشن پر مسافروں کو اتار دے۔تو ان حالات میں سروس کے" عملہ" میں اگر بدنیتی نہ ہو،واقعۃً گاڑی اور طیارہ فنی خرابی یا موسمی حالات کے پیش نظر مزید سفر نہیں کرسکتا۔تو ان کا عذر شرعاً مسموع اور قابل اعتبار ہے۔مگر جتنا سفر کیا ہے اسی کی مقدار کرایہ وصول کریں۔ اور جتنا سفر باقی ہے اس کے حساب سے لیا ہوا کرایہ مسافروں کو واپس کردیں"۔

"تنہا سفر کرنے والے معذور، بیمار افراد اور خواتین نے جن شہروں کو جانا ہوتا ہے انہیں فلائٹ ،ٹرین اور بس کسی اور شہر میں اگر اتار دیں تو ایسے افراد بہت سارے خطرات سے دو چار ہوں گے، جب انہیں کرایہ واپس نہ کیا جائے اور ان کا زادِ سفر بھی ختم ہوجائے تو پھر وہ کہاں جائیں گے؟ ہاں اس شہر کے لوگ انہیں زکوۃ وصدقات دیں تو ان کا فریضہ بھی ساقط ہوجائے گا اور کمپنی مالکان نے جنہیں اغنیاء کی صف سے نکال کر فقرا کی قطار میں اچانک کھڑا کر دیا وہ بھی گھر پہنچ جائیں گے"۔

بس کی چھت سے نازک سامان اتارتے وقت پھینکنا کیسا؟

سواری کے ساتھ وزنی سامان اگر ہو تو بس کا کلینر سامان چھت سے اتارتے وقت بعض وقت سواری کو پکڑا دیتا ہے اور کبھی جلدی سے پھینک دیتا ہے سامان اگر نازک ہو تو ٹوٹ جاتا ہے۔ حالانکہ سامان کی نزاکت سے واضح نظر آرہا ہوتا ہے کی چھت سے پھینکنے سے ٹوٹ جائے گا۔

بس کا کلینر سواری کا جب سامان اٹھائے گا تو اس کی شرعی تکلیف میں تین احتمالات ہو سکتے ہیں۔

۱۔اجیر خاص ۔۲۔اجیر مشترک ۔۳۔امین ۔

سامان توڑنے میں کلینر کی جانب سے اگر تعدی اور دانست ہو تو پھر کلینر خواہ اجیر خاص ہو یا اجیر مشترک یا امین ،بہر سہ صورت اس پر سامان کا تاوان ہوگا،ہاں مالک معاف کردے تو وہ متبرع ہوگا۔کلینر اگر ,,اجیر مشترک'' ہو تو اس کے فعل سے جو نقصان ہوگا اس پر اس کی چٹی ہوگی خواہ اس کی جانب سے تصرف بے جا ہو یا نہ۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اَنَّ الْهَلَاکَ اِمَّا بِفِعْلِ الْاَجِیْرِ اَوْلَا وَالْاَوَّلُ اِمَّا بِالتَّعَدِّیْ اَوْلَا وَالثَّانِیْ اِمَّا اَنْ یُمْکِنَ الْاِحْتِرَازُ عَنْهُ اَوْلَا فَفِی الْاَوَّلِ بِقِسْمَیْهِ یَضْمَنُ اِتِّفَاقًا"

''اجیر (مشترک) کے عمل سے جو نقصان ہو اس میں اس کا تصرف بے جا ہو یا نہ بہر دو صورت نقصان کا تاوان ادا کرے گا اور یہ حکم تینوں آئمہ کرام کے مابین اتفاق کے ساتھ ہے۔ (فتاویٰ شامی،۵۴/۵؛مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مَاتَلَفَ بِعَمَلِهٖ...مَضْمُوْنٌ عَلَیْهِ"

''اجیر مشترک کے عمل سے جو نقصان ہو اس کا وہ ضامن ہوگا''۔ (ہدایہ؛۳/۳۱۱،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

''کلینر'' اگر ''اجیر خاص'' ہو تو پھر بلا تعدی اس کے فعل سے سواری کے سامان کا جو نقصان ہوگا اس پر اسکا تاوان نہیں ہوگا۔البتہ تعدی کی صورت میں اس پر ضمان ہوگی۔

معروف محقق علامہ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

"فَالْأَجِيرُ الْخَاصُ... عَلٰى أَنَّهُ لَا يَكُوْنُ ضَامِنًا الْعَيْنَ الَّتِي تُسَلَّمُ إِلَيْهِ لِلْعَمَلِ فِيهَا لِأَنَّ يَدَهُ يَدُ أَمَانَةٍ... لَا يَضْمَنُ الْعَيْنَ الَّتِي تَهْلَكُ فِي يَدِهِ مَالَمْ يَحْصُلْ مِنْهُ تَعَدٍ أَوْ تَقْصِيْرٌ فِي حِفْظِهِ، سَوَاءٌ تَلَفَ الشَّيْءُ فِي يَدِهِ أَوْ فِي أَثْنَاءِ عَمَلِهِ"

''یعنی اجیرِ خاص کو جو چیز کام کے لئے دی جائے (نقصان کی صورت میں) اس پر تاوان نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کے ہاں وہ چیز بطریق امانت ہوتی ہے، ہاں اگر اس میں اس کی جانب سے تعدی اور غلطی ہو تو پھر اس پر چٹی ہوگی۔ اس چیز کے نقصان میں عموم ہے کہ خواہ وہ اس کے قبضہ میں یا اس پر کام کے دوران نقصان ہو۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ:۴/۵۶۳، مکتبۃ رشیدیہ کوئٹہ لاہور)

''کلینر'' اگر امین ٹھہرے تو تصرف بے جا کی صورت میں اس کے ہاتھوں سے ہونے والے نقصان کی چٹی ہوگی ورنہ نہیں۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"إِذَا ضَاعَتْ فِي يَدِ الْمُوْدَعِ بِغَيْرِ صُنْعِهِ لَا يَضْمَنُ"

''جس کے پاس امانت تھی اگر اس کی تعدی کے بغیر ضائع ہوگئی تو اس پر تاوان نہیں ہوگا۔ (بدائع الصنائع:۵/۳۱۴، مکتبہ رشیدیہ لاہور)

کیا کلینر سامان لوڈ کرنے کی اجرت سواریوں سے لے سکتا ہے؟:

سواریوں کا ہر قسمی سامان لوڈ کرنے اور اتارنے کی تنخواہ کلینر کو کمپنی اگر دیتی ہے تو پھر اس کے لیے سواریوں سے مزید مزدوری لینا حرام ہے۔ کلینر کو کمپنی کی طرف سے تنخواہ اگر دیگر امور کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے اگر دی جاتی ہے کہ بس پر سوار ہونے والے لوگوں کا سامان لوڈ کرنا اور اتارنا اس کے ذمہ ہے پھر تو اس کے لیے سواریوں سے علیحدہ پیسے لینا حرام ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَلَيْسَ لِلْخَاصِ أَنْ يَعْمَلَ لِغَيْرِهِ وَلَوْ عَمِلَ نَقَصَ مِنْ أُجْرَتِهِ بِقَدْرِ مَا عَمِلَ"

اور اجیر خاص کے لئے مستاجر کے علاوہ کسی اور کا کام کرنا جائز نہیں اگر کسی اور کا کام کرے گا تو اس کام کی مقدار سے اس کو تنخواہ کم ملے گی۔ (درمختار مع شامی:۵/۴۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆ انت تحمل فی نفسك قناطير النعم وكنوز الخيرات التی وهبك اياها. ☆

ہاں کلینز کمپنی کے لئے اگر اجیر مشترک ٹھہرے تو پھر اس کے لئے سواریوں کا سامان چھت پر لادنے کی مزدوری لینا جائز ہے،البتہ اس میں یہ احتیاط ملحوظ خاطر رکھی جائے کہ ''کلینز'' سامان لوڈ کرنے سے قبل مزدوری معین کرلے اور سواری بھی باصرار اس سے پوچھ لے کہ,,اس سامان لوڈ کرنے کی مزدوری کیا لیں گے؟ تاکہ بعد میں نزاع نہ ہو۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَشَرْطُهَااَنْ تَكُوْنَ الْاُجْرَةُ وَالْمَنْفَعَةُ مَعْلُوْمَتَيْنِ لِأَنَّ جَهَالَتَهُمَاتُفْضِىْ اِلَى الْمُنَازَعَةِ

اور (صحت) اجارہ کے لیے اجرت اور منفعت کا معلوم ہونا شرط ہے،کیونکہ ان دونوں کی جہالت باعث فساد ہے۔

(بحرالرائق:۷/۵۰۷:مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

,,وَلَاتَصِحُّ حَتّٰى تَكُوْنَ الْمَنَافِعُ مَعْلُوْمَةً وَالأُجْرَةُ مَعْلُوْمَةً لِمَارَوَيْنَاوَلِأَنَّ الْجَهَالَةَ فِى الْمَعْقُوْدِعَلَيْهِ وَبَدَلِهٖ تُفْضِىْ اِلَى الْمُنَازَعَةِ كَجَهَالَةِ الثَّمَنِ وَالْمُثَمَّنِ فِى الْبَيْعِ،،

,,اجارہ صحیح نہیں ہوتا حتیٰ کہ منافع معلوم ہوں اور اجرت معلوم ہو۔اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے روایت کی۔نیز اس لئے کہ معقود علیہ (منفعت) اور اس کے بدل میں لاعلمی سے (فریقین کے درمیان) نزاع پیدا ہوگا۔جیسا کہ بیع میں مبیع اور ثمن کا مجہول ہونا،،۔ (ہدایہ:۳/۲۹۶:مکتبہ رحمانیہ لاہور)

''بکس'' اور چھت سے سامان اگر گر جائے؟۔

چلتی ہوئی بس کی چھت اور بکس سے سامان اگر گر جائے۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں۔کلینز نے بس کی چھت پر سامان خوب کس کر باندھا تھا باوجود اسکے,,رسہ،،ٹوٹ گیا اور سامان گر گیا نیز بکس کو لاک کیا تھا مگر لاک خود بخود کھل گیا جس کی وجہ سے سامان نکل کر راستہ میں گر گیا تو پھر سامان کا تاوان ''کلینز اور کمپنی،،پر نہیں ہوگا۔ہاں کلینز نے سامان چھت پر فقط رکھ دیا محفوظ نہ کیا اور بکس میں ڈال دیا مگر لاک نہ کیا تو پھر اس پر چٹی ہوگی کیونکہ اس کی طرف سے تعدی ہے۔

حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ اُوْدِعَ وَدِیْعَۃً فَلَاضَمَانَ عَلَیْہ
جس شخص کے ہاں امانت رکھی گئی اس پر ضمان نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث،۲۴۰۱،دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اِشْتِرَاطُ الضَّمَانِ عَلَی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ بِہٖ یُفْتٰی وَفِی الْعِمَادِیَّۃِ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ اَلشَّرْطُ وَغَیْرُالشَّرْطِ سَوَاءٌ لِاَنَّ اِشْتِرَاطَ الضَّمَانِ عَلَی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ وَبِہٖ نَاْخُذُوَفِی جَامِعِ الْفَتَاوٰی وَلَاتُضْمَنُ الْعَارِیَّۃُ وَاِنْ اُلْتُزِمَ الضَّمَانُ عِنْدَالْھَلَاکِ...وَلَوْعَیَّنَ طَرِیْقًافَسَلَکَ طَرِیْقًاآخَرَاِنْ کَانَا سَوَاءٌ لَایَضْمَنُ“

امانت دار پر ضمان کی شرط لگانا باطل ہے اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے۔ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔امین پر شرط اور عدم شرط کی قید یکساں ہے۔کیونکہ امین پر ضمان کی شرط باطل ہے اور ہم اسی پر فتویٰ دیتے ہیں۔اور جامع الفتاویٰ میں ہے عاریتی اشیاء کا تاوان نہیں دیا جاتا۔اگر چہ اس کی ہلاکت کے وقت ضمان کا التزام کیا گیا ہو۔اگر معیر اور مستعیر نے راستہ کی تعین کر لی پھر مستعیر ایسے راستے پر سواری کو لے گیا جو اس راستہ کی طرح تھا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ (تنقیح الحامدیہ:۲/۸۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نئی کتاب

اسلامی قوانین

بائیبل اور دورِ جدید کے تناظر میں

جاوید احمد عنبر مصباحی

انس پبلی کیشنز 40 اُردو بازار،لاہور

مکتبہ قادریہ۔مین یونیورسٹی روڈ،بالمقابل عسکری پارک،کراچی

سواری اور کلینز کی بھول چوک کے مسائل

زیادہ رش کے دوران کلینز کو کرایہ وصول کرنا بھی بھول جاتا ہے۔اور بعض اوقات وہ اپنے تیئں سمجھتا ہے کہ کرایہ وصول کرلیا ہے مگر کچھ سواریاں ٹکٹ خریدے بغیر سفر کر لیتی ہیں۔ حالانکہ ,, کمپنی مالک،، کی اجازت کے بغیر بلا کرایہ سفر کرنا حرام ہے، کرایہ ادا کرنا لازم وضروری ہے۔,, عملہ اور سواری کو کرایہ لینا اور دینا اگر بھول جائے تو یاد آنے پر ادا کرنا واجب ہے، بس اگر چلی جائے تو حتی الامکان بس کے دوبارہ آنے پر کرایہ ادا کردے یا اس شہر میں اس کمپنی کا اسٹینڈ ہو تو اس کمپنی کے قابل اعتماد ملازم کے ہاں جمع کروادے۔ بہر صورت حق، حقدار تک پہنچانے کی کوئی سبیل پیدا نہ ہو تو پھر کمپنی مالک کی طرف سے فقراء پر صدقہ کردے۔

ایسے ہی کلینز کو بقایہ واپس کرنا اگر بھول جائے اور سواری بھی اتر کر اگر چلی گئی ہو تو وہ اپنے تیئں اسے تلاش کرنے کی کوشش کرے اگر مل جائے تو فبہا ورنہ اسے اپنی ذات پر خرچ کرنا یا کمپنی مالک کے ہاں جمع کرانا روا نہیں بلکہ سواری کی طرف سے فقراء پر صدقہ کردے۔

بعض اوقات سواری اپنی نشست پر قیمتی سامان بھول کر چلی جاتی ہے جسے ساتھ والی نشست پر بیٹھنے والی سواری مال غنیمت سمجھ کر اپنے قبضہ میں لے لیتی ہے۔ اور اسے اقبال مندی تصور کرتی ہے کہ یہ تو اللہ کی طرف سے اسے مل گیا ہے۔

حالانکہ ایسا سامان لقطہ کا حکم رکھتا ہے۔ سواری کرایہ دینا یا سامان اگر بھول جائے، کلینز کو بقایہ واپس کرنا بھول جائے تو اسکے متعلق فقیہ ہندی امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ''فتویٰ مع استفتا'' ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

''کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ابقاہم اللہ تعالیٰ الی یوم الدین، اس میں کہ زید اکبر آباد سے چل کر شب کو تین بجے دہلی کے اسٹیشن پر اترا اور وہاں سے تین آنے کرایہ کو ایک گاڑی کے سرائے میں آیا اور وہاں آکر گاڑی بان کو کرایہ دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو پیسے نہ تھے گاڑی بان سے کہا کہ صبح کے دن آن کر لے لینا، اس نے کہا اچھا، زید صبح کو دس بجے تک اسٹیشن پر گاڑی بان کا منتظر رہا وہ نہ آیا بعد دس بجے کے زید شہر میں اپنا کام کرنے کو چلا گیا اپنے سب کام سے فارغ ہو کر شام کی گاڑی میں سوار ہو کر اپنے گھر چلا آیا وہ گاڑی بان کا کرایہ اس کے ذمے رہے گا تو اس کو زید کب ادا کرے؟ بینوا توجروا''۔

☆اعلم انک لست الوحید فی البلاء فما سلم من الهم احد ہو منجا من الشدة بشر.☆

الجواب: اسٹیشن پر جانے والی گاڑیاں اگر کوئی مانع قوی نہ ہوتو ہر گاڑی کی آمدورفت پرضرورآتی جاتی ہیں۔اگرزیداسٹیشن پرتلاش کرتاملنا آسان تھااب بھی خود یابذریعہ کسی متدین معتمد کے تلاش کرائے اگرملے دے دئے جائیں،ورنہ جب یاس وناامیدی ہوجائے اس کی طرف سے تصدق کردے اگرپھرکبھی وہ ملےاورتصدق پرراضی نہ ہواسے اپنے پاس سے دے۔

کماهوشان اللقطة وسائر الضوائع. جیسا کہ لقطہ اوردیگرگری پڑی اشیاء کا حال ہوتا ہے۔

تنویرالابصارودرمختارمیں ہے۔

(عَلَيْهِ دُيُوْنٌ وَمَظَالِمُ جهِلَ اَرْبَابَهاَلَيِسَ) مَنْ عَلَيْهِ ذَالِکَ (مِنْ مَعْرِفَتِهِمْ فَعَلَيْهِ التَّصَدُّقُ بِقَدَرِهَامِنْ مَالِهِ وَاِنْ اسْتَغْرَقَتْ جَمِيْعَ مَالِهِ)هَذَامَذْهَبُ اَصْحَابِنَالَاتَعْلَمُ بَيْنَهُمْ خِلَافًاكَمَنْ فِيْ يَدِهِ عُرُوْضٌ لَايَعْلَمُ مُسْتَحَقِّيْهَا اِعْتِبَارًالِلدُّيُوْنِ بِالْاَعْيَانِ (وَ)مَتٰى فَعَلَ ذٰلِکَ (سَقَطَ عَنْهُ الْمُطَالَبَةُ مِنْ اَصْحَابِ الدُّيُوْنِ (فِيْ الْمُعَقْبٰی)مُجْتَبٰى.

اس پرقرضے اورمظالم ہیں جن کے مالکوں کا پتہ نہیں اوروہ مقروض ان مالکوں کی معرفت سے ناامیدہوچکاہےتواس پران قرضوں کے برابراپنے مال سے صدقہ کرناضروری ہے اگرچہ اسکاسارامال اس میں ختم ہوجائے،ہمارے ائمہ کایہی مذہب ہے،ہمارے علم میں ان کااس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ۔جیسے کسی شخص کے پاس ایساسامان ہوجس کے مستحقین معلوم نہیں قرضوں کواجناس پرقیاس کرتے ہوئے،اورجب اس نے ایساکردیایعنی صدقہ کردیاتوآخرت میں اصحاب دیون کی طرف سے اس پرسے مطالبہ ساقط ہوگیا۔انھیں میں ہے:

(فَاِنْ جَاءَ مَالِکُهَا)بَعْدَ التَّصَدُّقِ (خُيِّرَ بَيْنَ اِجَازَةِ فِعْلِهِ وَلَوْبَعْدَ هَلَاكِهَا)وَلَهُ ثَوَابُهَا(اَوْتَضْمِيْنُهُ).

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ.

اگرصدقہ کردینے کے بعدکے مالک آگیاتواس کواختیاردیاجائے گاکہ چاہےتوصدقہ کرنے کے فعل کوجائزقراردے اگرچہ اجازت لقطہ کی حالت کے بعدہواس کاثواب مالک کوملے گااوراگرچاہےتو اسکوضامن ٹھہرائے۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ:۲۵:۵۵:۵۶۔رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔